iv. کون سے نقشے انسانوں سے متعلق معلومات فراہم کرتے ہیں؟
(علاقائی، طبعی، ثقافتی، معاشی)

v. پاکستان کے جنوب میں واقع ہے؟
(بحیرہ عرب، بحرِ ہند، ایران، بھارت)

4. درج ذیل کے مختصر جوابات لکھیں۔

i. وسط ایشیا میں واقع مسلم ریاستوں کے نام لکھیں۔

ii. مغربی پہاڑی سلسلے میں شامل پہاڑوں کے نام ترتیب سے لکھیں۔

iii. نقشہ پر سمت کا نشان نہ دیا گیا ہو تو سمتیں کیسے معلوم کی جاسکتی ہیں؟

iv. پیمانے کے لحاظ سے نقشے کی اقسام کون کون سی ہیں؟

v. آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کے خطوں کے نام تحریر کریں۔

5. کالم "الف" میں دیے گئے الفاظ کا کالم "ب" میں دیے گئے الفاظ سے جوڑ ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
مرغزار	شاہراہِ قراقرم
مہاتما بدھ کی چٹان	وادی چترال
قلعہ بیر موغلشت	وادی گلگت
دُنیا کا آٹھواں عجوبہ	وادی کاغان
جھیل سیف الملوک	وادی سوات

6. "بین الاقوامی سیاست کے لحاظ سے پاکستان ہمیشہ خصوصی توجہ کا مرکز رہا ہے" کیوں؟ تفصیل سے روشنی ڈالیے؟

7. کسی علاقے کے طبعی خدوخال اور آب و ہوا وہاں کی معاشی اور معاشرتی زندگی پر کس طرح سے اثر انداز ہوتے ہیں؟ تفصیلی جائزہ پیش کریں۔

8. سرزمین پاکستان کی آب و ہوا ایک جیسی کیوں نہیں؟ آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کے کسی دو خطوں کا تقابلی جائزہ لیجیے۔

9. "پاکستان سیاحوں کی جنت ہے" اجمالی جائزہ پیش کریں۔

10. نقشہ پر پیمانہ، عرض بلد وطول بلد اور رواجی علامات کا ہونا کیوں ضروری ہے؟ وضاحت کریں۔

باب چہارم

پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنانے کے اقدامات

پاکستان "دو قومی نظریہ" اور "نظریہ پاکستان" کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا۔ نظریہ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظامِ حیات پر رکھی گئی جس سے مراد ایک ایسا سماجی، سیاسی اور اقتصادی نظام ہے، جس کے قوانین اور قواعد وضوابط اسلامی تعلیمات کی روشنی میں وضع کیے گئے ہوں اور ان کا ماخذ قرآن وسنت کے بنیادی اصول ہوں۔ پاکستان کے بانی راہنماؤں کے پیشِ نظر بنیادی مقصد صرف زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ اس قطعہ اراضی پر ایک اسلامی معاشرے کا قیام تھا۔ جس میں بنیادی اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایک جمہوری طرزِ حکومت ہو، جہاں ہر ایک کو اپنے مذہبی عقائد کے مطابق مکمل آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہو۔

پاکستان کے قیام کے بعد بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے اور یوں پاکستان کا جو تصور ان کے ذہن میں تھا وہ ٹھوس شکل میں حقیقت کا روپ نہ دھار سکا۔ قائداعظم جس پاکستان کا تصور ذہن میں رکھتے تھے وہ ایک ایسے اسلامی جمہوری ملک کا تصور تھا جس کے قوانین اور آئین مساوات، انصاف اور رواداری کے اصولوں پر مبنی ہوں مگر ان کا ماخذ اسلام کے سنہری اصول ہوں۔

قراردادِ مقاصد

قیامِ پاکستان کے بعد پہلی دستور ساز اسمبلی قائم کی گئی جس کے ذمے نیا آئین مرتب کرنا تھا۔ وقتی طور پر قانونِ آزادی ہند کے مطابق انڈیا ایکٹ 1935ء میں ضرورت کے مطابق ترامیم کر کے پاکستان کا عبوری آئین نافذ کیا گیا اور نئے آئین کے لیے کوششیں شروع کی گئیں۔ دستور ساز اسمبلی کے رُکن اور ممتاز عالمِ دین مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے دستور سازی کی طرف پہلے قدم کے طور پر ایک قرارداد کا مسودہ مرتب کر کے دیگر علماء سے بھی ان کی رضامندی حاصل کی۔ جسے 12 مارچ 1949ء کو لیاقت علی خان مرحوم نے دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا۔ اسے پاکستان کی آئینی تاریخ میں "قراردادِ مقاصد" کے

نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس قرارداد کے ذریعے دستور ساز اسمبلی نے پاکستانی عوام کے نمائندہ کی حیثیت سے یہ اقرار کیا کہ پاکستان کا آئندہ دستور قرآن وسنت کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہوگا۔ پاکستان کے عوام اور ان کے نمائندے اپنے حکومتی اختیارات اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر استعمال کریں گے۔

قراردادِ مقاصد کے اہم نکات

قراردادِ مقاصد بظاہر ایک رسمی آئینی اعلان نظر آتی ہے مگر یہ قرارداد پاکستان میں دستور سازی کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر کے اس ضمن میں واضح پیش رفت کا باعث بنی۔ قرارداد کے خاص خاص نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ حاکمیت اعلیٰ کا تصور

پوری کائنات میں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ حاکمیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ پاکستان کے باشندوں کے پاس حاکمیت کا اختیار ایک مقدس امانت کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ اس بات کے پابند ہیں کہ قرآن وسنت کی حدود میں رہتے ہوئے ان اختیارات کو بروئے کار لائیں۔

2۔ اسلام کے بنیادی اصولوں کی پیروی

ریاست اپنے اقتدار اور اختیارات کا استعمال عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے کرے گی جس میں جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور معاشرتی انصاف کے اصولوں پر اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

3۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسلامی تعلیمات کا فروغ

ریاست مسلمانوں کو اس قابل بنائے گی کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کر سکیں۔

4۔ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ

اقلیتوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہوگی۔ نیز وہ اپنے تمدن کی نشوونما اور جائز مفادات کے تحفظ میں بھی آزاد ہوں گے۔

5۔ بنیادی حقوق کا تحفظ

شہریوں کو تمام بنیادی حقوق مثلاً آزادی، مساوات، ملکیت، اظہار رائے، عقیدہ، عبادت اور انجمن سازی کے حقوق کا تحفظ حاصل ہوگا اور اُن کو ان حقوق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

6۔ وفاقی طرزِ حکومت اور صوبائی خود مختاری

پاکستان میں شامل ادارے ایک وفاق کی تشکیل کریں گے جس میں وحدتوں (صوبوں) کو خود مختاری حاصل ہوگی۔

7 عدلیہ کی آزادی

دستور میں عدلیہ کی آزادی کو مکمل تحفظ حاصل ہوگا یعنی فیصلے کرنے میں اس پر کسی قسم کا حکومتی یا غیر حکومتی دباؤ نہیں ڈالا جائے گا۔

اس قرارداد کی منظوری کے بعد ملکی آئین بنانے کے لیے بنیادی اصولوں کی کمیٹی بھی اسی دن تشکیل دی گئی اور اس کمیٹی کو مشورہ دینے کے لیے تعلیماتِ اسلامی بورڈ کی بھی تشکیل کی گئی۔ مولانا سید سلیمان ندوی کو اس بورڈ کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔

قراردادِ مقاصد کی اہمیت

قراردادِ مقاصد پاکستان کی دستور سازی کی تاریخ میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اس قرارداد نے ملک میں دستور کی شکل اور کردار کے حوالے سے جاری اختلافی بحث کو ختم کر دیا اور یہ واضح کر دیا کہ پاکستان کا

دستور اور پاکستانی معاشرے کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہوگی۔ یہ قراردادِ قومی اتفاق رائے کا مظہر تھی کیونکہ اس کو تمام مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کی تجاویز اور سفارشات کی بنیاد پر مرتب کیا گیا تھا۔

قراردادِ مقاصد کو بعد میں بننے والے پاکستان کے تمام دساتیر کے آغاز میں افتتاحیہ (Preamble) کی حیثیت سے شامل کیا گیا۔ افتتاحیہ آئین کا قابلِ نفاذ حصہ نہیں ہوتا تاہم 1985ء میں جنرل ضیاء الحق نے آٹھویں ترمیم کے ذریعے اس کو آئین کا باضابطہ حصہ بنا دیا۔

1956ء کے آئین کی اسلامی دفعات

قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد 1956ء تک پاکستان کا آئین نہ بن سکا۔ بالآخر جب چوہدری محمد علی پاکستان کے وزیرِ اعظم بنے تو پاکستان کا پہلا آئین 23 مارچ 1956 کو دستور ساز اسمبلی کی منظوری کے بعد نافذ کیا گیا۔ اس دستور میں شامل اسلامی دفعات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ

1956ء کے آئین میں قراردادِ مقاصد کو افتتاحیہ (Preamble) کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ پوری کائنات کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور اس میں کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں۔ پاکستان کے عوام اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے حاکمیت کے اختیارات کا استعمال ایک مقدس امانت کے طور پر کریں گے۔

2۔ مملکت کا نام

1956ء کے آئین کے تحت مملکت کے لیے "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کا نام اختیار کیا گیا جو اس کی اسلامی حیثیت اور شناخت کو ظاہر کرتا ہے۔

3۔ سربراہِ مملکت کے لیے مسلمان ہونے کی شرط

دستور میں سربراہِ مملکت کے لیے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔ تاہم وزیرِ اعظم کے لیے یہ شرط

نہیں رکھی گئی۔

4۔ بنیادی اسلامی اصولوں کی پیروی

دستور کے افتتاحیہ میں یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ قائداعظم کے ارشادات کے مطابق پاکستان ایک جمہوری ملک ہوگا جس میں اسلام کے معاشرتی انصاف، آزادی اور مساوات کے اصولوں کے مطابق نظام قائم کیا جائے گا۔ افتتاحیہ میں مزید کہا گیا کہ پاکستان کے عوام کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق بسر کر سکیں۔

5۔ اسلامی اقدار کا تحفظ

آئین میں اسلامی اقدار کے تحفظ اور برائیوں کے خاتمے کی ضمانت دی گئی اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ ملک سے ناخواندگی ختم کی جائے گی، مزدوروں کے کام کرنے کے حالات بہتر بنائے جائیں گے۔ سود اور غیر اخلاقی عادات واطوار کا خاتمہ کیا جائے گا۔ تمام شہریوں کو روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور طبی سہولتیں فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔

6۔ اسلامی ممالک کے ساتھ خصوصی تعلقات

پالیسی سازی کے رہنما اصولوں میں واضح کیا گیا تھا کہ دیگر اسلامی ممالک کے ساتھ خصوصی برادرانہ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

1960ء میں مرکزی اسلامی تحقیقاتی ادارہ قائم کیا گیا۔ جسے 1965ء میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا نام دیا گیا۔ اس ادارے کا کام اسلام کی روشنی میں جدید دور کے تقاضوں اور مسائل کا حل ڈھونڈنے کے لیے تحقیق کرنا اور حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرنا تھا۔ ادارے کو اختیار تھا کہ وہ اس تحقیقی کام میں ملکی علماء کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک کے علماء اور تحقیقی اداروں سے بھی استفادہ کرے۔ اس ادارے نے حکومت کی طرف سے پیش کردہ بہت سے امور و مسائل کا حل تجویز کیا۔

1962ء کے دستور کی اسلامی دفعات

1962ء میں صدر ایوب خان نے ملک میں ایک نیا دستور نافذ کیا۔ اس دستور میں 1956ء کے دستور میں شامل تمام اسلامی دفعات معمولی ردوبدل کے ساتھ برقرار رکھی گئیں۔ حاکمیت اعلیٰ کے بارے میں قراردادِ مقاصد میں شامل تصور کو 1962ء کے آئین میں برقرار رکھا گیا اور ملک کا سرکاری نام اگرچہ شروع میں صرف ''جمہوریہ پاکستان'' تجویز کیا گیا مگر بعد میں ایک ترمیم کے ذریعے اسے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں تبدیل کر دیا گیا۔ اسی طرح 1956ء کے آئین میں شامل صدرِ مملکت کے لیے مسلمان ہونے کی شرط بھی برقرار رکھی گئی۔

1962ء کے دستور میں بنیادی اسلامی اصولوں، جمہوریت، انصاف، آزادی اور مساوات کی پاسداری، قرآن وسنت کے منافی قوانین کا نہ بنانا، اور موجودہ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے متعلق شقیں برقرار رکھی گئیں۔ 1956ء کے آئین کی طرح 1962ء کے آئین میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ اسلامی اداروں اور اقدار کا تحفظ کیا جائے گا اور حکومت قرآن وسنت کی تعلیمات کے فروغ اور اشاعت کے لیے اقدامات کرے گی۔ حکومت زکوٰۃ، اوقاف اور مساجد کی تنظیم کرے گی۔ جہالت کا خاتمہ کیا جائے گا۔ ابتدائی تعلیم مفت اور لازمی ہوگی۔ مزدوروں کے حالات کار بہتر بنائے جائیں گے اور ہر معذور اور محتاج کو زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔ غیر اخلاقی عادات واطوار کے خاتمے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ ملک کی خارجہ پالیسی کے اصولوں میں یہ بات شامل تھی کہ اسلامی ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بہتر بنانے کی طرف خصوصی توجہ دی جائے گی۔

1962ء کے آئین میں شامل مندرجہ بالا اسلامی دفعات کے علاوہ، کسی قانون کے اسلامی اصولوں کے مطابق یا منافی قرار دینے کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے ایک ادارہ اسلامی مشاورتی کونسل کے نام سے قائم کیا گیا۔ اس ادارے میں ماہرینِ قانون کے علاوہ جید علماء کرام کو بھی شامل کیا گیا اور اس طرح مروجہ قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کا کام شروع ہوا۔ دستور میں اسلامی تحقیقات کے ادارے کا مقام بھی واضح کیا گیا اور یہ طے کیا گیا کہ اس ادارے کے فرائض میں اسلام کے بارے میں تحقیق اور تعلیم وتدریس کا اہتمام کرنا اور ملک میں ایک حقیقی مسلم معاشرے کے قیام میں حکومت کی مدد کرنا شامل ہوگا۔

1973ء کے آئین میں شامل اسلامی دفعات

1973ء میں ملک کی نئی جمہوری حکومت اور اسمبلی نے پاکستان کو ایک نیا وفاقی پارلیمانی طرز کا آئین دیا۔ یہ آئین صحیح معنوں میں ایک اسلامی جمہوری ریاست کا آئین تھا۔ اس آئین میں نہ صرف 1956ء اور 1962ء کے آئین کی بنیادی اسلامی دفعات کو برقرار رکھا گیا تھا بلکہ چند نئی اسلامی دفعات کا اضافہ بھی کیا گیا تھا۔

1973ء کے آئین کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اسلام کو پاکستان کا ''سرکاری مذہب'' قرار دیا گیا۔ دونوں سابقہ دساتیر کی طرح 1973ء کے آئین میں بھی ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔ اس آئین میں صدر اور وزیر اعظم دونوں کا ''مسلمان'' ہونا لازمی قرار دیا گیا۔
1973ء کے آئین میں پہلی دفعہ لفظ ''مسلمان'' کی واضح طور پر تعریف کی گئی۔ اس تعریف کی رو سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان نہ رکھنے والے از خود دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں مگر اس امر کی مزید وضاحت کرنے کے لیے 1974ء میں ایک ترمیم کے ذریعے دستور میں عقیدہ ختم نبوت کو باضابطہ طور پر مسلمان ہونے کی شرط قرار دیا گیا۔

اس کے علاوہ آئین میں اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے ایک ادارہ قائم کرنے کا بھی ذکر کیا گیا جو اسلامی قانون اور شریعت کے ماہرین پر مشتمل ہوگا۔ اس کونسل کا کام قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے میں قانون ساز اداروں کی رہنمائی کرنا اور حکومت کو قوانین کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔

ان چند نئی دفعات کے علاوہ 1956ء اور 1962ء کے آئین کی طرح اس آئین میں بھی قراردادِ مقاصد کو افتتاحیہ (Preamble) کے طور پر شامل کیا گیا اور اس میں موجود حاکمیتِ اعلیٰ کے تصور، اسلامی اقدار کے تحفظ اور اسلامی معاشرے کے قیام کے متعلق تمام نکات کو برقرار رکھا گیا۔ خارجہ پالیسی کے حوالے سے بھی اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ پاکستان اسلامی اخوت کے جذبے کے تحت تمام اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات مضبوط بنانے کی کوشش کرے گا۔

1977ء کے بعد نفاذِ اسلام کی طرف پیش رفت

1977ء کے بعد نفاذِ اسلام کے لیے جو اقدامات کیے گئے اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ قانونی اور عدالتی نظام میں اصلاحات

i۔ ملک میں اسلامی تعزیرات کا نفاذ کیا گیا اور حدود آرڈیننس کے ذریعے زنا، چوری، تہمت لگانا اور شراب نوشی کے لیے اسلامی سزائیں نافذ کی گئیں۔

ii۔ اسلامی تعزیرات کے عملی نفاذ کے لیے وفاقی سطح پر وفاقی شرعی عدالت اور نچلی سطح پر شرعی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ان عدالتوں میں اعلیٰ شہرت رکھنے والے ججوں کا تقرر کیا گیا جو اسلامی قوانین سے بخوبی واقف اور ماہر تھے۔

iii۔ عدالتوں کے طریقہ کار سے غیر اسلامی روایات کا خاتمہ کیا گیا۔

iv۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کو ممکن بنانے کے لیے افراد کی تربیت کی ضرورت کے تحت اسلام آباد میں اسلامی یونیورسٹی اور شریعت فیکلٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔

2۔ اقتصادی اصلاحات

i۔ 20 جون 1980ء کو زکوٰۃ آرڈیننس کا نفاذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت زکوٰۃ اور عشر کی وصولی اور تقسیم کے لیے انتظامات کیے گئے۔ مختلف سطحوں پر زکوٰۃ کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

ii۔ ملک میں بلاسود بینکاری رائج کرنے کے لیے ایک کمیشن کا تقرر کیا گیا اور ملکی ماہرین کے ساتھ غیر ملکی ماہرین کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ بینکوں میں سود سے پاک بینکاری نظام جنوری 1981ء سے شروع کیا گیا اور نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر کھاتے (اکاؤنٹ) کھولنے کے انتظامات کیے گئے۔

3۔ تعلیمی اصلاحات

i۔ اپریل 1979ء میں ایک نئی تعلیمی پالیسی وضع کی گئی جس کی بنیاد اسلامی تعلیمات

NOT FOR SALE

اور نظریہ پاکستان پر رکھی گئی۔

ii۔ تعلیمی اداروں میں اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو لازمی مضمون کی حیثیت دی گئی۔

iii۔ خواتین کے لیے علیحدہ یونیورسٹی، اسلامی یونیورسٹی اور شریعت فیکلٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔

iv۔ دینی مدارس کی اسناد کو بی۔اے اور ایم۔اے کی ڈگریوں کے مساوی قرار دیا گیا۔

v۔ ابتدائی سطح پر تعلیم کی اسلامی تشکیل کے لیے مسجد مکتب سکیم کا اجراء کیا گیا۔

vi۔ لاء کالجوں میں اسلامی فقہ کو لازمی مضمون کی حیثیت دی گئی۔

vii۔ دینی مدارس کو سرکاری سطح پر مناسب اور معقول امداد دی گئی۔ جس سے ان مدرسوں کے اساتذہ اور طلبہ کا وقار بڑھا۔ دینی علوم کے فارغ التحصیل طلبہ کو فوج، عدلیہ، محکمہ اوقاف اور دیگر شعبوں میں ملازمت کے مواقع فراہم کیے گئے۔

4۔ معاشرتی اصلاحات

i۔ علماء کو حکومتی سرگرمیوں میں شریک کیا گیا اور ان کو مختلف کمیشنوں اور کمیٹیوں میں نمائندگی دی گئی۔ دینی امور میں مشورے حاصل کرنے کی غرض سے مختلف مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل صدارتی مشاورتی بورڈ بھی قائم کیا گیا۔

ii۔ سرکاری اداروں میں ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم جاری کیا گیا۔

iii۔ رمضان المبارک کے دوران پبلک مقامات پر کھانے پینے کی ممانعت کی غرض سے احترامِ رمضان آرڈیننس جاری کیا گیا۔

iv۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اذان نشر کرنے کا اہتمام کیا گیا۔

v۔ خلفائے راشدین اور اہلِ بیت کی شان میں گستاخی کو قانوناً جرم قرار دیا گیا۔

vi۔ رشوت، بدعنوانی اور نااہلی کا خاتمہ کرنے کے لیے وفاقی سطح پر محتسب اعلیٰ کا تقرر کیا گیا۔

vii۔ ہر قسم کے غیر اسلامی اور نظریہ پاکستان کے مخالف لٹریچر کی اشاعت، تقسیم اور فروخت پر پابندی لگائی گئی۔

5۔ ذرائع ابلاغ کی اصلاح

i۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو اسلامی اور قومی تشخص ابھارنے کے لیے استعمال کیا گیا جبکہ بعض پروگراموں کو غیر اسلامی قرار دے کر ان پر پابندی عائد کی گئی۔

ii۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے قرآن پاک اور عربی زبان کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا۔

iii۔ اسلامی تعلیمات پر مبنی پروگراموں میں اضافہ کیا گیا جبکہ حج سمیت دیگر اسلامی تقریبات کو ٹیلی ویژن پر دکھانے کا اہتمام کیا گیا۔

1988ء میں ملک میں جمہوری نظام کی بحالی کے بعد نفاذِ اسلام کی طرف پیش رفت جاری رہی۔ مئی 1991ء میں پارلیمنٹ نے شریعت بل کی منظوری دی جس کے تحت ملک کے عدالتی نظام کو بتدریج اسلامی اصولوں کے دائرے میں لایا جائے گا۔

ان تمام کوششوں کا مقصد پاکستان میں ایک فلاحی، جمہوری اور اسلامی معاشرے کا قیام تھا۔ اس مقصد کا حصول ایک مسلسل اور بتدریج ارتقائی عمل کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں شہریوں کے حقوق و فرائض

پاکستان کے آئین میں اسلامی نظامِ حیات کے عین مطابق شہریوں کے حقوق و فرائض کا تعین کیا گیا ہے۔

1973ء کے آئین میں بنیادی شہری حقوق

1973ء کے آئین میں پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ بنیادی حقوق سے مراد انسان کے وہ پیدائشی حقوق ہیں جو ہر مہذب معاشرے میں افراد کو حاصل ہوتے ہیں۔ پاکستانی معاشرہ بھی ایک مہذب اسلامی معاشرہ ہے۔ لہٰذا پاکستان کے آئین میں شہریوں کو تمام بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ آئین میں ان حقوق کو شامل کرنے کا مقصد ان کو قانونی شکل دینا اور ان کی حفاظت کرنا ہے۔ پاکستان کے آئین میں جن بنیادی حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُن میں سے چند اہم حقوق

مندرجہ ذیل ہیں۔

i۔ کسی شخص کو اُس کے جینے کے حق اور آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

ii۔ غلامی اور جبری مشقت کو آئین میں ممنوع قرار دیا گیا۔

iii۔ انسانی وقار اور گھر کی چار دیواری کے احترام کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی۔

iv۔ تمام پاکستانیوں کو ملک کے کسی بھی حصے میں آمدورفت اور رہائش کا حق حاصل ہے۔

v۔ پاکستان کے شہریوں کو تنظیم سازی، یونین سازی اور پرامن اجتماع کا حق حاصل ہے۔

vi۔ ہر شہری کو جائز روزگار کے حصول، تجارت اور کاروبار کا حق حاصل ہے۔

vii۔ سرکاری ملازمین کے علاوہ تمام پاکستانیوں کو سیاست میں حصہ لینے اور کسی بھی سیاسی پارٹی کی رُکنیت حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

viii۔ ہر شہری کو اظہار رائے کا حق دیا گیا ہے اور ذرائع ابلاغ، خصوصاً پریس کو مکمل آزادی حاصل ہوگی۔

ix۔ ہر شہری کو کوئی بھی مذہب اختیار کرنے، اُس پر عمل کرنے اور اُس کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے۔

x۔ کسی شہری کو بغیر کسی جواز کے گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ گرفتاری کے وقت اُس کو اُس کے جرم کی نوعیت سے آگاہ کیا جائے گا اور 24 گھنٹے کے اندر کسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

xi۔ ہر پاکستانی کو پاکستان کے کسی بھی علاقے میں زمین جائیداد بنانے، رکھنے اور خرید و فروخت کا حق حاصل ہے اور کسی کو قانونی تقاضے پورے کیے بغیر اُس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

xii۔ مطلوبہ اہلیت کے حامل کسی پاکستانی کے ساتھ نسل، مذہب، قومیت، جنس، رہائش یا جائے پیدائش کی بنیاد پر کسی سرکاری ملازمت کے حصول میں کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

xiii۔ ہر طبقے کے شہریوں کو اپنی زبان، رسم الخط و ثقافت کو محفوظ کرنے، ترقی دینے اور قانون کے مطابق ایسے ادارے قائم کرنے کا حق حاصل ہے جو اس مقصد کے حصول میں مدد دے سکیں۔

شہریوں کے فرائض

پاکستان کے شہریوں کو جہاں مساوی حقوق حاصل ہیں۔ وہاں ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں کیونکہ حقوق اور فرائض کا آپس میں گہرا تعلق ہے، اور ان میں توازن قائم کیے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔ پاکستانی شہری کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ملک سے وفاداری

ایک اچھے پاکستانی شہری پر لازم ہے کہ وہ ریاستِ پاکستان کا وفادار رہے اور کسی ایسی سرگرمی میں ملوث نہ ہو جو ملک کے ساتھ غداری کے زمرے میں آتی ہو۔

2۔ قانون کا احترام

ہر شہری کا اخلاقی اور قانونی فرض ہے کہ وہ تمام ملکی اور ریاستی قوانین کا احترام کرے اور کسی بھی صورت میں قانون کی خلاف ورزی نہ کرے۔

3۔ ٹیکسوں کی ادائیگی

شہریوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت کی طرف سے عائد کردہ تمام ٹیکس بروقت ادا کریں کیونکہ ان کی ادائیگی کے بغیر حکومتی انتظامات چلانا اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ترقیاتی کام کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

4۔ ووٹ کے حق کا صحیح استعمال

ووٹ کے حق کا صحیح استعمال ہر اچھے شہری کی بنیادی ذمہ داریوں میں اہم ترین فریضہ ہے۔ شہریوں کو چاہیے کہ وہ دیانت دار اور اچھے کردار کے حامل اُمیدواروں کو ووٹ دیں تاکہ ملک کا سیاسی نظام مضبوط ہو اور بدعنوانی کا خاتمہ کیا جاسکے۔

5۔ سماجی خدمت

ایک جمہوری ملک کا شہری اخلاقی طور پر اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ سماجی خدمت اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لے۔

6۔ قومی مفاد کی بالادستی

پاکستانی شہری ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ملکی اور قومی مفاد کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیں اور ایسی تمام سرگرمیوں سے دور رہیں جو قومی مفادات کے منافی ہوں۔

7۔ تعلیم کا حصول

تعلیم کا حاصل کرنا جہاں حقوق کا حصہ ہے وہاں اس کا شمار فرائض میں بھی ہوتا ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ خود بھی تعلیم حاصل کرے اور اپنے بچوں کو بھی تعلیم دلوائے کیونکہ تعلیم کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔

8۔ محنت

ہر شہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے اور ملک کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

9۔ انسانی حقوق

انسانی حقوق کا تصور سب سے پہلے ہمارے پیارے نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے دے دیا تھا۔ یہ باقاعدہ انسانی حقوق کا چارٹر تھا۔ جس نے انسانی بنیادی حقوق کی بنیاد رکھی۔ جدید دور میں بھی انسانی حقوق کو کافی اہمیت دی گئی ہے۔ ہر ملک جمہوریت کی طرف رواں دواں ہوا اور دساتیر کو اپنانا شروع کر دیا۔ فرانس کی تقلید کرتے ہوئے ہر ملک کے دستور میں بنیادی حقوق کا ایک باب شامل کیا جانے لگا۔ اسی طرح جب پاکستان نے 1956ء میں پہلا دستور لاگو کیا تو بنیادی حقوق کا ایک باب اس کا ضروری حصہ بنا۔

اس دستور کی منسوخی کے بعد جب 1962ء میں دوسرا دستور بنایا گیا تو بنیادی حقوق کا باب اس میں شامل نہ تھا۔ عوام کے مطالبے کے پیشِ نظر دستور میں دوسری ترمیم کے ذریعے اس باب کو شامل کیا گیا۔ 1973ء کا دستور قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ اس میں بھی بنیادی حقوق کا باب شامل کیا گیا ہے۔ لہٰذا انسانی بنیادی حقوق عموماً ملکی دساتیر کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔

خطبہ حجتہ الوداع اور انسانی حقوق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے حجتہ الوداع کے موقع پر جو عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا تھا اُس میں تمام بنیادی انسانی حقوق کا ایک جامع خلاصہ موجود ہے۔ خطبہ حجتہ الوداع انسانی حقوق و فرائض کا سب سے بہترین اور جامع دستور ہے۔ اس خطبے میں شامل انسانی حقوق اور فرائض کے حوالے سے چند اہم نکات ذیل میں درج ہیں۔

1۔ انسانی مساوات اور احترامِ انسانیت

اس عظیم الشان خطبے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے دُنیا کے تمام انسانوں کو بلاتفریق رنگ و نسل برابر قرار دیا۔

2۔ جان و مال اور جائیداد کا تحفظ

خطبہ حجتہ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے ایک انسان کی جان و مال، عزت اور جائیداد کو دوسرے انسان کے لیے حرام قرار دیا ہے۔

3۔ خواتین کے حقوق

خطبہ حجتہ الوداع میں خواتین کے حقوق کا ذکر واضح الفاظ میں ملتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کا اپنی عورتوں اور عورتوں کا مردوں پر حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو چاہیے کہ اپنی عورتوں کے حقوق کا خیال رکھیں اور اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔

4۔ وراثت میں حصہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے اس خطبے میں وارثت میں حصہ حاصل کرنے کے حق کا بھی ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ کسی کو وارثت میں اُس کے جائز حق سے محروم نہ کیا جائے۔

5۔ امن اور رواداری

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے انتقام لینے کی بجائے تحمل اور بردباری سے کام لیتے ہوئے معاف کرنے کا درس دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے خود اس کی مثال قائم کرتے ہوئے ایامِ جاہلیت میں قتل ہونے والے اپنے قریبی رشتہ دار عامر بن ربیعہ ابنِ حارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کر دیا۔

6۔ غلاموں اور کمزوروں کے ساتھ حسنِ سلوک

غلام اُس وقت معاشرے کا سب سے کمزور طبقہ تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیا اور فرمایا کہ اُن کو وہی خوراک دو جو تم خود کھاتے ہو اور اُن کو وہی لباس پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ سختی کرنے سے بھی منع فرمایا۔ خطبہ حجتہ الوداع کے علاوہ بھی ایسے حوالہ جات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نہ صرف غلاموں سے نرمی اور حسنِ سلوک کی تلقین فرماتے تھے بلکہ کئی مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے غلاموں کو آزاد کرنے کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے۔

7۔ حکمران اور رعایا کے حقوق

اسی خطبے میں حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے حکمرانوں اور رعایا کے حقوق پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ رعایا کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے کہ جب تک حکمران اسلامی تعلیمات اور احکامات کے منافی کوئی حکم نہ دے تو اُس کی حکم عدولی نہ کی جائے۔ وہاں حکمران کو بھی اس بات کا پابند قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی رعایا کا خیال رکھے۔

حجتہ الوداع میں بیان کیے گئے حقوق کے علاوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم کی سیرت پاک کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے دیگر کئی مواقعوں پر اُن تمام

حقوق کا ذکر کسی نہ کسی حوالے سے ضرور کیا ہے جو اقوامِ متحدہ کے عالمگیر انسانی حقوق کے اعلان میں شامل ہیں۔

اقوامِ متحدہ کا عالمگیر انسانی حقوق کا اعلامیہ

اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948ء کو عالمی انسانی حقوق کا اعلامیہ منظور کیا اور تمام رکن ممالک سے کہا گیا کہ وہ اس اعلامیے کو مشتہر کریں اور سکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں پڑھائیں تا کہ لوگوں میں بنیادی انسانی حقوق کے بارے میں شعور پیدا کیا جا سکے۔

اقوامِ متحدہ کے اس اعلامیے کی رو سے دُنیا کے تمام انسانوں کو برابری کی بنیاد پر حاصل حقوق میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ تمام انسان پیدائشی طور پر آزاد ہیں اور یکساں عزت اور حقوق کے مالک ہیں۔

2۔ دُنیا کے تمام انسانوں کو بلا تفریقِ رنگ و نسل، مذہب و قومیت، یکساں بنیادی حقوق حاصل ہیں۔

3۔ ہر انسان کو اپنی جان و مال اور آزادی کے دفاع کا حق حاصل ہے۔

4۔ غلامی اور جبری مشقت کو ممنوع قرار دیا گیا۔

5۔ کسی انسان کو تشدد، ظالمانہ سزا یا غیر انسانی سلوک کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

6 تمام انسان قانون کی نظر میں برابر ہیں اور سب کو یکساں قانونی تحفظ حاصل ہے۔

7۔ کسی کو بلا جواز نہ تو گرفتار کیا جائے گا نہ جلاوطن کیا جائے گا۔

8۔ جرم سرزد ہونے کی صورت میں ہر شخص اس وقت تک بے گناہ تصور ہوگا جب تک اس کا جرم ثابت نہیں ہو جاتا اور عدالتی کارروائی کے دوران ہر شخص کو اپنا دفاع کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہوگا۔

9۔ ہر انسان کو کسی وجہ کی بنا پر اپنا ملک چھوڑنے اور ملک میں واپس آنے کا حق حاصل ہے۔

10۔ جرائم میں ملوث نہ ہونے کی صورت میں ہر انسان کو کسی دوسرے ملک میں پناہ لینے اور ظلم سے تحفظ حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

11۔ ہر انسان کو انفرادی یا اجتماعی صورت میں جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے اور کسی کو اُس کی ملکیت جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

12۔ ہر انسان کو کوئی بھی نظریہ یا مذہب اختیار کرنے، مذہبی عقائد رکھنے، تبلیغ اور عبادات کا حق حاصل ہے۔

13۔ ہر انسان کو آزادی اظہارِ رائے، پرامن اجتماع اور تنظیم سازی کا حق حاصل ہے۔

14۔ ہر شخص کو اپنے ملک کے حکومتی نظام میں براہِ راست یا اپنے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے اور ریاستی خدمات سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

15۔ ہر انسان کو اپنی مرضی کا پیشہ اختیار کرنے، مساوی کام کے لیے مساوی اجرت حاصل کرنے اور اپنے پیشہ ورانہ مفادات کا تحفظ کرنے کے لیے تنظیم سازی (یونین سازی) کا حق حاصل ہے۔

16۔ تمام انسانوں کو اچھی اور معیاری زندگی بسر کرنے اور صحت اور بہبود کی بنیادی سہولیات مثلاً خوراک، لباس، رہائش اور طبی سہولیات میسر ہونے کا حق ہے۔

17۔ تمام لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ بنیادی تعلیم لازمی ہوگی اور مفت فراہم کی جائے گی۔ جبکہ اعلیٰ تعلیم کے مواقع اہلیت کی بنیاد پر سب کو یکساں طور پر میسر ہوں گے۔

18۔ ہر انسان کو بنیادی حقوق اور آزادی حاصل ہے مگر وہ دوسرے انسانوں کے حقوق اور آزادی میں مداخلت نہیں کرے گا۔

اقوامِ متحدہ کے اس عالمگیر انسانی حقوق کے اعلان میں جن بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ اُن میں سے اکثر و بیشتر ہمارے مذہب اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق ہیں۔

NOT FOR SALE

مشق

1. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:-

i. اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے عالمی انسانی حقوق کا اعلامیہ 10 دسمبر _______ کو منظور کیا۔

ii. قراردادِ مقاصد _______ نے دستور ساز اسمبلی میں پیش کی تھی۔

iii. پاکستان کا پہلا آئین _______ میں نافذ کیا گیا۔

iv. 1973ء کے آئین میں پہلی مرتبہ _______ کی تعریف کی گئی۔

v. سود سے پاک بینکاری کا نظام جنوری _______ میں شروع کیا گیا۔

2. بریکٹ میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ کا انتخاب کریں:-

i. قراردادِ مقاصد کی تیاری میں کس نے سب سے اہم کردار ادا کیا؟

(مولانا مودودی، مولانا اشرف علی تھانوی، سید سلیمان ندوی، مولانا شبیر احمد عثمانی)

ii. پاکستان کا پہلا آئین کب نافذ کیا گیا؟

(1950ء، 1952ء، 1954ء، 1956ء)

iii. پاکستان کے کون سے آئین میں وزیرِاعظم کا عہدہ نہیں تھا؟

(1935ء، 1956ء، 1962ء، 1973ء)

iv. پاکستان کے کون سے آئین میں اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا؟

(1935ء، 1956ء، 1962ء، 1973ء)

v. زکوٰۃ آرڈیننس کا نفاذ کب ہوا؟

(20جون 1980ء، 23مارچ 1986ء، 23مارچ 1988ء، 11اگست 1990ء)

3. مندرجہ ذیل میں سے صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:-

i. قیامِ پاکستان کے بعد کئی سال تک آئین سازی کا کام التوا کا شکار رہا۔

ii. 1956ء کے آئین کے تحت پاکستان کے وزیرِاعظم کے لیے مسلمان ہونے کی شرط نہیں تھی۔

iii. ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں پہلی دفعہ سکولوں میں اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا۔

iv. 1973ء کے آئین کے تحت سرکاری ملازمین سیاست میں براہِ راست حصہ لے سکتے ہیں۔

v. عالمی انسانی حقوق کے اعلامیے اور خطبہ حجۃ الوداع میں بہت سے باتیں مشترک ہیں۔

4. مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:-

i. قراردادِ مقاصد میں حاکمیتِ اعلیٰ کا کیا تصور دیا گیا ہے؟

ii. اسلامی نظریاتی کونسل کے کیا فرائض ہیں؟

iii. 1973ء کے آئین میں لفظ ''مسلمان'' کی تعریف کیسے کی گئی ہے؟

iv. خطبہ حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے غلاموں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

v. خطبہ حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم نے عورتوں کے بارے میں کیا تاکید فرمائی؟

5. قراردادِ مقاصد کو آئین کا حصہ کیوں بنایا گیا؟ تفصیلی جائزہ لیں۔

6. 1973ء کے آئین میں شامل اسلامی دفعات تحریر کریں۔

7. اقوامِ متحدہ کے عالمگیر انسانی حقوق کے اعلامیے اور خطبہ حجۃ الوداع میں کیا مماثلت پائی جاتی ہے؟ جائزہ لیں۔

8. پاکستان میں نفاذِ اسلام کی طرف اب تک کیا پیش رفت ہوئی ہے؟